ولیمہ

ایک مسنون دعوت



اُمِّ عبدِ منیب



0321-4609092

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولیمہ

اُمِّ عبدِ منیب

مشربہ علم و حکمت
کامران پارک رشیدیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور
0321-4609092



ولیمہ

اہتمام ـــــــــ محمد عبدمنیب

اشاعت اول ـــــــــ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ

قیمت ـــــــــ -/35

برائے رابطہ: حافظ مستنفر الرحمٰن فون: 0321-4213089

☆ دار الکتب السلفیۃ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
Ph.: 042-37361505-37006765
Cell: 0333-4334604

☆ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر 8/4-I اسلام آباد۔
فون: 0300-5148847

البلاغ
[illegible] لاہور
042-35717842-3,0300-8866450
[illegible] لاہور
042-3[illegible]

[illegible] مرکز اسلام آباد
051-2281420,0300-5205050
[illegible] مرکز اسلام آباد
051-2224146-7,0300-5205050

فہرست

سخنِ وضاحت

موقر جریدے ''عفت'' ماہنامہ میں ایک خاتون نے ایک شادی کی روداد لکھی جس کا عنوان تھا ''شادی یوں بھی ہوتی ہے۔'' محترمہ نے شاید اس سے پہلے کچھ زیادہ ملے گلے والی شادیاں دیکھی تھیں اس لیے انہیں اس شادی کا انداز اسلامی محسوس ہوا۔

اس شادی کی اہم باتیں یہ تھیں۔ مردوں عورتوں کے لیے خیمے الگ تھے۔ ایک ہزار مہمان مدعو تھے، پردے کا مکمل خیال رکھا گیا۔ باجماعت نماز ادا کی گئی۔ کھانا پرتکلف تھا اور تزئین و آرائش بھی تھی۔ مولانا طارق جمیل اس شادی میں خطاب کرنے کے لیے سعودی عرب سے لوٹے تھے۔ انہوں نے کہا:

''لوگ کہیں گے کہ انور صاحب نے فضول خرچی کی ہے اتنی رقم کسی جامعہ میں یا جہاد میں دے دیتے، حالاں کہ یہ ولیمہ عین سنت کے مطابق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ولیمے میں پورے مدینہ منورہ کو پیٹ بھر کر گوشت روٹی کھلایا تھا۔''

چند خواتین نے توجہ دلائی کہ کیا یہ واقعی اسلامی شادی تھی یا مسنون ولیمہ تھا؟

راقمہ نے اس مقصد کے لیے صحیح بخاری کے کتاب الولیمہ کا مطالعہ کیا، پتا چلا کہ مسنون ولیمہ اور مذکورہ ولیمے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ بہر حال ارادہ تو یہ تھا کہ ''عفت'' ماہنامہ میں خط لکھ کر وضاحت کروں گی لیکن زیرِ نظر مضمون تیار ہو گیا۔

امید ہے کہ ہمارے معاشرے کے لوگ اس ولیمے کے مندرجات پر غور کریں گے اور دعوتِ ولیمہ نیز شادیوں پر جو غیر مسنون چیزیں شامل ہو چکی ہیں انہیں جڑ سے اکھیڑنے کی کوشش کریں گے۔

اگر مذکورہ بیان مولانا طارق جمیل ہی کا ہے تو پھر ان کا یا ایسے علماء کے بیانات کا بھی ان فخر ومباہات کو جاری رکھنے میں کچھ نہ کچھ حصہ شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کو اخلاص، سادگی اور سنت سے محبت کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ام عبد منیب

ولیمہ ایک مسنون دعوت

ولیمہ ایک ایسی دعوت ہے جو رشتۂ ازدواج سے منسلک ہونے کی خوشی میں مسلمان مرد کی طرف سے کی جاتی ہے۔اس دعوت میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں، مثلاً

☆ لوگوں کو پتا چل جاتا ہے کہ ولیمہ کرنے والے مرد نے نکاح کیا ہے لہٰذا اس پر کوئی شک نہیں کرسکتا کہ نامعلوم وہ کون سی اور کیسی عورت کے ساتھ رہ رہا ہے۔

☆ ولیمہ کی دعوت کرنے میں بیوی کی عزت افزائی کا اظہار پایا جاتا ہے۔

☆ نکاح کرنے والا دعوت کے ذریعے اپنی مسرت کا اظہار کرتا ہے۔

☆ دوستوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی دعوت کرنے سے خوشی کا لطف دوبالا ہوجاتا ہے۔

☆ ''شادی خانہ آبادی'' یعنی نئے گھر کے آغاز پر مل کر اظہارِ محبت اور برکت حاصل کی جاتی ہے۔

☆ بہت سے نادار اور بھوکے لوگوں کو کھانا مل جاتا ہے۔اس طرح وہ بھی اس خوشی میں شریک ہوجاتے ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبدالرحمٰن بن

عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا تو پوچھا: یہ زردی کیسی؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے ایک گٹھلی کے برابر سونے (کے مہر) پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

"اللہ تمہیں برکت دے ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی سہی۔"

(بخاری، باب کیف یدعی للمتزوج)

اس روایت سے پتا چلتا ہے کہ ولیمہ کرنا ایک تاکیدی حکم ہے البتہ اگر کوئی کسی وجہ سے ولیمہ نہیں کرتا تو اسے گناہ نہیں ہوگا لیکن جو لوگ چاہے معمولی ہی دعوت کر سکتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ ضرور ولیمہ کریں، چاہے گھر سے باہر کے چند افراد کو ہی کچھ کھلایا یا پلایا جا سکے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ ولیمہ کرنا فرض ہے۔ چوں کہ شرعی ولیمہ صرف چند کھجوریں، ایک پیالے شربت یا سوکھی روٹی سے بھی کیا جا سکتا ہے اس لیے اگر اسے فرض سمجھ کر بھی کیا جائے تو کچھ مشکل نہیں ہے۔

تقریب نکاح کی اکلوتی دعوت:

نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور صحابہ کرام کے آثار سے یہ نہیں ملتا کہ نکاح کے موقع پر وہ کوئی اور دعوت بھی کرتے تھے، نہ نکاح کے بعد اور نہ ہی پہلے، بلکہ نکاح کے بعد شوہر اور بیوی کی خصوصی دعوتوں کا بھی کوئی ذکر نہیں ملتا۔

امہات المومنین میں سے بعض کے والدین دعوت کر سکتے تھے لیکن انہوں نے کوئی دعوت نہیں کی۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے اکثر مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد کیا اور اپنے مال سے ہر موقع پر اسلام اور مسلمانوں کی مدد کی لیکن انہوں نے بھی اپنی بیٹی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر یا رخصتی کے وقت کوئی دعوت نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آنے کے بعد اپنی دو بیٹیوں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح کیے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح پر حاضرین کو کوئی کھانا، کوئی مشروب یا کوئی پھل نہیں کھلایا۔ غرض ولیمہ ہی تقریبِ نکاح کی وہ واحد دعوت ہے جو مسنون بلکہ تاکید کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لحاظ سے ایک مسلمان کو دعوتِ ولیمہ پر ہی اپنی ساری توجہ رکھنی چاہیے اور اسے اہمیت بھی دینا چاہیے۔

ہمارے معاشرے میں بَر دیکھنے کی دعوت، منگنی کی دعوت، دن طے کرنے کی دعوت، میلاد، مایوں، مہندی، گھڑولی، ملنی، مکلاوے کی دعوت کے بعد رشتہ داروں اور دوستوں۔ کے ہاں طویل دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، ان دعوتوں کے درجِ ذیل مفاسد ہیں:

☆ کافر قوم کی نقالی ہے جب کہ کافر کی مشابہت کرنا حرام ہے، ارشاد ہے:

مَنْ تشبه بقومٍ فهو منهم (ابو داؤد:۴۰۳۱۔ احمد:۲/۵۰)

''جس نے جس قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔''

☆ یہ سب غیر مسنون دعوتیں ہیں اس لیے اجر سے محرومی کا باعث ہیں جب کہ مسلمان کو صرف وہ کام کرنا چاہیے جس پر شریعت نے اجر ملنے کی خوش خبری دی ہو۔

☆ اسلام نے مسلمان پر غیر ضروری بوجھ نہیں ڈالا جب کہ یہ سب دعوتیں غیر ضروری بوجھ کا باعث بنتی ہیں، کھانے والے کے لیے بھی اور کھلانے والے کے لیے بھی۔

☆ ان دعوتوں پر جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ اسراف اور تبذیر کی ذیل میں آتا ہے اور اسراف و تبذیر حرام و ممنوع ہے۔

☆ ان دعوتوں کی وجہ سے سینکڑوں گھرانوں کا وقت اور پیسہ لایعنی کام کی نذر ہو جاتا ہے۔

☆ سب سے بڑی بات یہ کہ ولیمہ کی دعوت کا اختصاص ختم ہو جاتا ہے جب کہ ولیمہ ہی وہ مسنون، مشروع، واحد اور خاص دعوت ہے جسے تقریبِ نکاح کے سلسلے میں اپنانا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

لڑکی کے نکاح یا رخصتی پر دعوت

لڑکی کے نکاح یا رخصتی پر دعوت کرنے کا جواز ہے لیکن یہ نہ تو مسنون ہے، نہ ہی اس کی تاکید ہے اگر اپنے اقربا کو بلانا چاہیں تو بلا سکتے ہیں بشرطیکہ اس میں کوئی حرام کام شامل نہ ہو۔

حبشہ کے بادشاہ نجاشی رضی اللہ عنہ نے جب ام المومنین ام حبیبہ بنتِ ابوسفیان رضی اللہ عنہما کا

نکاح نبی اکرم ﷺ سے کیا تو انہوں نے حاضرین سے کہا کہ کھانا کھا کر جانا کیوں کہ نکاح پر کھانا کھلانا انبیاء کی سنت ہے۔

لڑکی کے نکاح پر برات کا جواز نہیں البتہ گھر کے چند افراد جا سکتے ہیں۔ صرف لڑکا ہی جا کر لڑکی کو لے آئے یا والدین لڑکی کو شوہر کے ہاں چھوڑ آئیں تو یہی طریقہ سادہ، آسان اور مسنون ہے اور اسی کو رواج دینے کی ضرورت ہے۔

ولیمہ کے لیے دعوت دینا:

ہمارے ہاں ہندوستانی اور پنجابی معاشرت میں شادی پر بلانے کے لیے کمّی بھیجا جاتا اسے ساتھ چھوہارے دیے جاتے تھے اور واپسی پر مدعو حضرات اس کمی کو کچھ نذرانہ دے کر واپس بھیجتے۔ یہ خالصتاً ہندوانہ رسم تھی، جو مسلمانوں کے ہاں بھی رائج تھی۔

دورِ حاضر میں کارڈ چھپوا کر بھیجنے کا رواج ہے جن میں سادہ اور کم قیمت کارڈ بھی ہوتے ہیں اور پانچ پانچ ہزار تک کے کارڈ بھی چھپوائے جا رہے ہیں۔ کارڈ بھیجنے کی رسم مغرب سے آئی ہے۔

کارڈ چھپوانے، ڈیزائن پاس کرنے، اس پر عبارت لکھوانے اور پھر کس کس کو بلانا ہے، اس پر مشورے کر کے متفق ہونے میں خاصا تردد اور محنت کرنا پڑتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں کارڈ کا تو رواج نہیں تھا لیکن اسلام اس پر تکلف کام کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا۔ البتہ آسانی کے لیے کسی کاغذ پر ایک ہی عبارت لکھوا

کرفوٹو اسٹیٹ کرالی جائے یا اس کے مطلوبہ تعداد میں پرنٹ نکلوا لیے جائیں تو ایسا کیا جاسکتا ہے، ایسی صورت میں ایک کارڈ چار آنے سے لے کر آٹھ آنے میں پڑے گا۔

دورِ حاضر میں موبائل پر بھی دعوت دی جاسکتی ہے جو مذکورہ تدبیر سے بھی زیادہ آسان اور کم قیمت کام ہے۔ ٹیلی فون کر کے بھی دعوت دی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے دعوتِ ولیمہ سے کئی روز پہلے نہ کسی کو زبانی دعوت دی اور نہ ہی کسی کے ذریعے پیغام بھیجا بلکہ آپ کی سنت سے ولیمہ میں مدعو کرنے کے دو طریقے ملتے ہیں:

(۱) سیدہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ پر آپ نے انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ لوگوں کو دعوت کے لیے بلاؤ، انہیں جو بھی مسلمان ملا اسے بلا لائے، چنانچہ مسلمان آتے گئے اور کھانا کھا کر جاتے گئے۔

(۲) غزوۂ خیبر سے واپسی کے دوران آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ہم سفر مسلمانوں سے ارشاد فرمایا: جو چیز کھانے کی موجود ہے وہ لے آئیں۔ صحابہ نے سب کچھ لا کر رکھ دیا جس میں پنیر، ستو، جو اور کھجوریں تھیں، انہیں مسل کر حَیْس (مالیدہ) بنا کر سب نے باہم مل کر کھالیا۔

اس سے ہمیں یہی پتا چلتا ہے کہ سنت یہی ہے کہ کھانے والوں کو اسی روز بلا لیا جائے جس روز ولیمہ کھلانا ہے۔ اور جو شخص مل جائے اسے کھانے میں شامل کر لیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا دُعِیَ احدُکم اِلی طعامٍ فَلْیُجِبْ فاِن شاء طعم، واِن شاء ترک

''جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنا چاہیے خواہ کھانا کھائے یا نہ کھائے۔''

(مسلم: ۱۴۳۰۔ ابو داؤد: ۳۷۴۰۔ ابنِ ماجہ: ۱۷۵۱۔ السلسلۃ الصحیحہ: ۳۴۷)

ایک روایت میں ہے:

''جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ قبول کرلے اگر روزے کی حالت میں نہ ہو تو کھانا کھالے اور اگر روزہ ہو تو اس کے لیے دعا کرے۔''

(ابنِ حبان: ۵۲۹۰۔ بخاری: ۵۱۷۶۔ مسلم: ۱۴۲۹۔ احمد: ۲/۱۰۱۔ ابو داؤد: ۲۴۶۰۔ السلسلۃ الصحیحہ: ۱۳۴۳)

ان احادیث سے پتا چلتا ہے کہ یہ وہ دعوت ہے جس کا مسلمان کو قبل از وقت نہیں بتایا جاتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو مسلمان اس روز روزہ نہ رکھتا، یا گھر میں کھانا نہ کھاتا تاکہ دعوت میں جاکر کھایا جاسکے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ دعوت قبول کرنے سے مراد یہ نہیں کہ ضرور ہی کھانا کھایا جائے۔ بلکہ مسلمان بھائی کی دل جوئی اور محبت میں صرف شمولیت یا دعوت کو قبول کرلینا بھی کافی ہے۔ ہمارے ہاں اگر کسی کو پہلے سے بتایا جاچکا ہو اور وہ روزہ رکھ کر آئے یا آکر کھانا نہ کھائے تو اچھی خاصی لڑائی ہوجاتی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ تب کھانے کی مقدار مہمانوں کی تعداد اور ان کے پیٹ بھر کر کھانے کے مطابق نہیں ہوتی تھی بلکہ تھوڑا کھانا زیادہ لوگوں کو بھی کھلا دیا جاتا تھا۔ اور اس پر کوئی برا نہیں مناتا تھا کہ یہ کیسی دعوت ہے جس میں کھانا بھی پیٹ بھر کر نہیں ملا۔

یاد رہے کہ دعوت پہلے دے دی جائے یا اسی روز، اس میں کوئی حرج نہیں البتہ دور کے مدعوئین کو تو پہلے ہی بلانا پڑتا ہے۔

ولیمہ اور مدعوئین کی تعداد:

دورِ حاضر میں ولیمے کی دعوت کے لیے اندازہ لگا کر فہرست بنائی جاتی ہے کہ کس کس کو بلانا ہے۔ جس میں رشتہ دار اور دوست احباب شامل ہوتے ہیں، چاہے وہ شہر میں یا شہر سے باہر رہتے ہوں، آ سکتے ہوں یا نہ آ سکتے ہوں، بہر صورت ان کو دعوت نامہ بھیجنا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ، آپ کے صحابہ کرام اور تابعین کے دور میں ہمیں یہ نہیں ملتا کہ ولیمے میں دور دراز کے لوگوں کو یا شہر سے باہر کے لوگوں کو مدعو کیا گیا ہو الا یہ کہ کوئی شخص پہلے سے کہیں آس پاس موجود ہو۔ کیوں کہ فوری دعوت کا منطقی نتیجہ ہی یہ ہے کہ صرف اپنے آس پاس موجود افراد ہی کو بلایا جا سکتا تھا۔

مسنون ولیمے کی صورت میں اپنے پرائے، امیر اور مفلس، واقف، ناواقف کی تمیز کے بغیر تمام افراد شامل ہو جاتے ہیں اور اس میں صحیح اسلامی اخوت کا منظر

واضح ہوتا ہے۔ جب کہ ہمارے مروجہ طریقے میں پڑوسی تک کو اس دعوت میں شامل نہیں کیا جاتا۔

مروجہ ولیمے میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے مفادات کس قسم کے افراد سے وابستہ ہیں یا کن لوگوں سے تعلقات بنا کر رکھے جائیں تا کہ ضرورت پڑنے پر ان کی سفارش یا اثر ورسوخ سے فائدہ اٹھایا جا سکے، جب کہ مسنون طریقے میں اس قسم کی سوچ پنپ ہی نہیں سکتی۔

مروجہ طریقے میں ان لوگوں کو بلایا جاتا ہے جو ہمیں اپنی تقریبات میں بلا چکے ہوتے ہیں گویا یہ ادلے اور بدلے کی دعوت بن جاتی ہے، جب کہ مسنون ولیمے کی دعوت میں گلی میں نظر آ جاتے والے اور محلے کے لوگوں کو بلا کر کھلانے میں ادلے بدلے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اگر مخصوص افراد کو ولیمے میں بلایا جائے تو وہ رشتہ دار یا دوست ناراض ہو جاتے ہیں، جنہیں یہ امید ہو کہ ان کو بھی وہ شخص دعوت دے گا، یا ان کے کسی قریبی عزیز کو تو بلا لیا جائے اور ان کو چھوڑ دیا جائے، یا جس شخص نے ہمیں اپنے ہاں دعوت پر بلایا ہو لیکن اب دعوت کرتے ہوئے اسے نہ بلائیں۔ اس طرح خاصی بدمزگی پیدا ہوتی ہے، رشتہ داروں میں بدگمانیاں جنم لیتی ہیں، ناراض ہونے والوں کو راضی کرنے کے لیے کئی قسم کے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں یا اس ناراضگی کو قبول کر لیا

جاتا ہے اور مستقل طور پر تعلقات میں بگاڑ آجاتا ہے۔

اگر مسنون طریقے کے مطابق اہلِ محلّہ کو یا جو شخص اپنی ہی گلی میں آتا جاتا مل جائے اسے بلا کر دعوت کھلا دینے سے یہ سارے جھگڑے ہی پیدا نہیں ہوتے۔

کئی روز پہلے دعوت نامہ بھیجنے سے لوگوں میں اچھا خاصا چرچا ہو جاتا ہے کہ فلاں کے ہاں فلاں روز شادی کی دعوت ہے جب کہ دعوت کے روز یا دعوت سے ایک دو دن قبل دعوت دینے سے اتنا چرچا نہیں ہوتا کہ لوگوں کو نہ بلانے کی شکایت پیدا ہو۔

سب سے برا ولیمہ:

☆ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

شر الطعامِ طعامُ الوليمةِ يُدعىٰ لها الاغنياءُ ويُتركَ الفقراءُ ومَن ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله'

''سب سے برا ولیمہ وہ ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور ناداروں کو دعوت نہ دی جائے اور جو شخص دعوت میں شریک نہ ہوا اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔'' (بخاری، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله: ۷/۳۱۔ مسلم: ۱۰۵۲۔ موطا: ۲/۵۴۶۔ ابنِ ماجه: ۱/۶۱۶۔ دارمی: ۲/۱۴۳)

دورِ حاضر میں رشتہ داروں اور دوستوں کو ہی بلایا جاتا ہے، اکثر لوگ تو مفلس رشتہ داروں کو بھی نہیں بلاتے جب کہ بعض مفلس رشتہ داروں کو بھی بلاتے ہیں اور

سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ایسا کر کے مذکورہ حدیث پر عمل کیا ہے۔ یہ اس حدیث پر جزوی عمل ہے، پورا عمل یہ ہے کہ گلی محلے کے مفلس اور نادار آدمیوں کو امراء کی طرح کا عزت اور احترام دے کر انہیں بلایا جائے۔

☆ دورِ حاضر کی دعوتوں میں مفلس آدمی کو بھی امراء کی طرح بن ٹھن کر آنا پڑتا ہے یا ان کی تقلید میں کسی نہ کسی حد تک لباس اور بناؤ سنگھار کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ ان کے بچے ضد کر کے کپڑے بنواتے ہیں، اگر بڑھیا کپڑے نہ ہوں تو وہ لوگ دعوت میں ہی نہیں آتے۔ غرض مفلس مدعوئین کے لیے یہ دعوتیں دردِ سر کا باعث بن جاتی ہیں۔ گھروں میں جھگڑے ہوتے ہیں۔ بیوی میاں پر نالاں اور میاں بیوی پر برستا ہے۔ جب کہ مسنون دعوتِ ولیمہ میں چوں کہ ہر شخص نے عام لباس میں ہی آنا ہوتا ہے، اس لیے یہ مسائل کھڑے نہیں ہوتے اور گھروں کا سکون غارت ہونے سے بچ جاتا ہے۔

ہماری سابقہ معاشرت میں مانگنے والے آجاتے تھے، شادی ہالوں نے ان سے بھی جان چھڑوادی، پہلے بچا کھچا پلیٹوں کا کھانا مانگنے والوں یا غریبوں کے گھروں میں بھیج دیا جاتا تھا، شادی ہالوں کی وجہ سے اب ایسا کرنا بھی ممکن نہیں رہا۔ مہمانوں کی گنتی کے مطابق ہی کھانا تیار ہوتا ہے۔

ولیمہ عام مسلمانوں کی دعوت یا؟

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنتِ جحش

رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو میری والدہ نے ایک پتھر کے برتن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حَیس بھیجا۔ آپ نے مجھے حکم دیا: جاؤ مسلمانوں میں سے جو بھی ملے بلا لاؤ چنانچہ مجھے جو بھی ملا، میں اسے بلاتا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے برتن پر ہاتھ رکھ کر دعا کی، پھر لوگ آتے گئے اور کھاتے گئے۔ (مسلم، کتاب النکاح)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ سب بیویوں سے زیادہ اچھا کیا۔ پوری ایک بکری ذبح کی گئی اور گوشت روٹی کھلایا گیا۔ (بخاری)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو میں نے مسلمانوں کو ولیمے کے لیے بلایا۔ چمڑے کا دستر خوان بچھایا گیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔ ان کو آپس میں مسل کر مالیدہ (حَیس) بنا لیا گیا۔ (بخاری، کتاب الاطعمہ: ۵۴۲۵)

اس سے پتا چلتا ہے کہ ولیمہ دعوتِ عام کا نام ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں:

(۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازوں کے ساتھ جانا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینک کا جواب دینا۔ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ رشتہ دار کے رشتہ دار پر یا دوست کے

دوست پر حقوق ہیں گو وہ بھی ان حقوق میں شامل ہیں لیکن ان حقوق میں ہر مسلمان شامل ہے، لہٰذا دعوتِ ولیمہ بھی اصل میں ہر عام مسلمان کی دعوت کا نام ہے نہ کہ مخصوص لوگوں کی دعوت کا نام۔

دورِ حاضر کی دعوتوں میں صرف رشتہ داروں اور دوستوں ہی کو دعوت دی جاتی ہے، کسی خاص شخص کو اہتمام کر کے بلایا جائے تو اس کا جواز ہے بشرطیکہ دعوتِ عام ہی کو فوقیت دی جائے اور ہر واقف، ناواقف، مفلس و امیر، چھوٹے بڑے کو یکساں احترام اور محبت سے کھانے میں شامل کیا جائے۔

ولیمہ میں پیش کیا جانے والا کھانا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا ولیمہ نہیں کیا جیسا ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا کیا، آپ نے ایک بکری ذبح کی اور لوگوں کو گوشت روٹی کھلایا۔

(بخاری، باب الولیمة ولو بشاة:۵۱۶۸۔مسلم:۱۴۲۸۔ ابو داؤد: ۳۷۴۳)

جب کہ بعض روایات میں حَیس (مالیدے) کا ذکر ملتا ہے جو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ؐ کو ہدیۃً بھیجا تھا۔ یہ دونوں چیزیں ولیمے میں موجود تھیں لیکن یہ الگ الگ وقت میں کھلائی گئی تھیں۔

سیدہ صفیہ بنتِ شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض

بیویوں کا ولیمہ دو مُد (تقریباً ایک کلو) جو سے کیا۔

(بخاری، باب من أولم بأقلّ من شاة: ۵۱۷۲)

اُم اُسید سلامہ بنتِ وہب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں کھجوروں کا شربت تھا جو رات کو بھگو کر اگلے دن استعمال کیا گیا تھا۔ (بخاری: ۵۱۷۸۔ مسلم: ۲۳۳۳۔ ابنِ ماجہ: ۱۹۱۲)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی آدمی مہمان کے لیے اپنی استطاعت سے بڑھ کر تکلف نہ کرے۔

(السلسلة الصحيحه: ۲۴۴۵۔ ابو نعیم فی اخبار اصبھانی: ۵۶/۱۔ خطیب فی تاریخ: ۲۰۵/۱۰۔ حاکم: ۱۲۳/۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ولیمہ بھی کیا جس میں جو میسر تھا وہ حاضرین سے لے کر جمع کر کے سب کو کھلا دیا گیا اور ایسا ولیمہ بھی کیا جس میں مسلمانوں کو گوشت اور روٹی کھلائی گئی۔ غرض مسنون ولیمے کے کھانے کے لیے کسی قسم کے تکلف کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ جو میسر ہو جتنا میسر ہو وہی پیش کر دیا جاتا ہے۔

دورِ حاضر کے ولیمے کی دعوت میں پیش کیے جانے والے کھانوں کو دیکھیں تو درج ذیل صورت نظر آتی ہے:

☆ جتنے افراد کو بلایا ہے کھانا ان کے سیر ہو کر کھانے کے مطابق تیار کروایا جاتا ہے۔ جب کہ مسنون ولیمے میں ضروری نہیں کہ لوگوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جائے۔ بلکہ یہ نپا تُلا بھی ہو سکتا ہے۔

☆ کھانوں کے انتخاب کے لیے رواج کو مدِنظر رکھا جاتا ہے مثلاً گوشت یا مرغ کھلانے کا رواج ہو تو اس کی بجائے صرف سبزی یا دال نہیں کھلائی جاتی۔ جب کہ مسنون ولیمے میں رواج نہیں بلکہ اپنی ذاتی حیثیت دیکھی جاتی ہے۔

☆ مروجہ ولیمے کے کھانوں کے انتخاب کے لیے بہت سے افراد سر جوڑ کر بیٹھتے اور یہ طے کرتے ہیں کہ کیا کیا پیش کیا جائے جب کہ مسنون ولیمہ اس سر دردی سے بری ہے۔

☆ مروجہ ولیمے میں یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ کھانا کم نہ پڑے، کم پڑ جائے تو ندامت اٹھانا پڑتی ہے جب کہ مسنون ولیمے میں اس کا احتمال نہیں ہوتا جیسے ہی کھانا ختم ہو مزید لوگوں کو دعوت دینا ختم کر دیا جاتا ہے۔

☆ مروجہ ولیمے میں اگر تعداد کم آئے تو زائد افراد کے کھانے کے پیسے ضائع جاتے ہیں جب کہ مسنون ولیمے میں جب تک کھانا موجود ہے مسلمانوں کو بلا کر کھلایا جا سکتا ہے۔

☆ مروجہ ولیمے میں خیال رکھا جاتا ہے کہ مدعوئین پیٹ بھر کر کھانا کھائیں، جتنا جی چاہے پلیٹوں میں اپنے ہاتھوں ڈال کر کھائیں ...... لیکن مسنون ولیمے میں دعوت کرنے والے کی اپنی صواب دید پر ہے کہ وہ پیٹ بھر کر کھانا کھلائے ...... کوئی پھل کھلا دے ...... شہد، دودھ یا کوئی مشروب پلا دے ...... روٹی، چاول، کھیر، حلوہ وغیرہ میں سے کوئی چیز جتنی جتنی چاہے کھلا دے ...... صرف گوشت کھلائے یا خالی سبزی پیش

کر دے.....صرف پکوڑے، سموسے، مٹھائی بسکٹ وغیرہ قسم کی کوئی چیز کھلا دے اور جتنی جتنی چاہے کھلا دے.....غرض کھانے یا پینے کی کوئی چیز بھی پیش کی جا سکتی ہے۔

دورِ حاضر میں پر تکلف اور زیادہ کھانوں کا اہتمام کیا جاتا ہے آٹھ، دس کھانے تو ایک معمولی بات ہے۔ مثلاً گوشت، نان، چاول، کوئی میٹھی چیز، سلاد، رائتہ، مختلف قسم کے مشروبات، چاٹ، چائے، منرل واٹر وغیرہ۔

نبی اکرم ﷺ کے عہدِ مبارک میں گوشت یا سالن صرف نمک ڈال کر ابال لیا جاتا تھا، سبزی ہوتی یا گوشت اس کا شوربہ پتلا ہوتا اور اسے گاڑھا کرنے کے لیے دیگر مصالحہ جات نہیں ڈالے جاتے تھے۔

ایسا کھانا کھانے سے نہ تو کسی کا معدہ خراب ہوتا تھا نہ شوگر، بلڈ پریشر، جیسی بیماریوں والے لوگوں کو شکایت کا یہ موقع ملتا تھا کہ فلاں شادی پر کھانا کھانے سے طبیعت مزید بگڑ گئی۔

یاد رہے کہ کھانے پکانے کا مروجہ انداز ممنوع نہیں، نہ ہی اسے غلط کہا جا سکتا ہے، یہ ضرور ہے کہ اس انداز نے ہمیں تکلفات میں ڈال دیا ہے اور ہم ایسے کھانے کھا کر اپنے ہاتھوں بیماریاں مول لے رہے ہیں۔

کھانا کھلانے کا انداز:

اسلامی آداب کی رو سے کھانا فرش پر بیٹھ کر کھانا چاہیے۔ ڈائنگ ٹیبل، کرسی،

چوکی وغیرہ پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر کھانا اسلامی طریقہ نہیں، کسی کی کوئی مجبوری ہو تو الگ بات ہے لیکن غیر اسلامی طریقوں کو اصول یا رواج بنا لینا قطعی ٹھیک نہیں ہے۔

دورِ حاضر میں دعوتوں میں درج ذیل شرعی قباحتیں ہیں:

☆ نبی اکرم ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانا ناپسند کیا لیکن ہم کرسیوں پر بیٹھ کر کھاتے ہیں۔

☆ نبی اکرم ﷺ نے کبھی خوان (کھانے کی میز) پر کھانا نہیں کھایا حالاں کہ اس دور میں یہ طریقہ بھی رائج تھا۔ ہمارے ہاں گھروں میں اور دعوتوں میں میز پر ہی کھلانے کا رواج ہے۔ جس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ زمین پر بیٹھنے سے لوگوں کے کپڑوں میں سلوٹیں پڑ جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔

☆ دعوتوں میں میز، کرسی وغیرہ کا اہتمام بڑی مشقت، تکلیف اور کرائے کے لیے خاصی رقم کا متقاضی ہوتا ہے۔

☆ نبی اکرم ﷺ نے کبھی چھوٹے برتنوں میں نکال کر کھانا نہیں کھایا بلکہ آپ تمام لوگوں کے ساتھ مل کر ایک ہی بڑے برتن میں کھانا کھایا کرتے تھے۔ دورِ حاضر کی دعوتوں میں ہر چیز کے لیے الگ الگ برتن مہیا کیا جاتا ہے۔ مثلاً کھیر کے لیے الگ، چاول کے لیے الگ، سالن کے لیے الگ، سلاد کے لیے الگ۔

☆ مل کر کھانے سے کھانا کم ضائع ہوتا ہے جب کہ الگ الگ کھانے سے پلیٹوں میں لوگ بہت سا کھانا بچا دیتے ہیں جو ضائع ہو جاتا ہے۔

☆ ہمارے معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک ہی برتن میں کھانے کو ناپسند کیا جاتا ہے۔ جب کہ مل کر کھانا سنت ہے۔

☆ دعوتوں میں ایسے مشروبات رکھے جاتے ہیں جو یا تو یہودیوں اور کافروں کی کمپنیوں کے بنے ہوتے ہیں...... یا ان میں الکوحل اور پیپسین شامل ہوتی ہے۔

حالاں کہ شرعی نقطۂ نظر سے مشکوک اشیاء کا استعمال بھی ترک کر دینا چاہیے۔

نیز کافروں کی مصنوعات کی بڑے پیمانے پر خریداری کر کے انہیں فائدہ نہیں پہنچانا چاہیے جب کہ یہ بھی علم ہے کہ وہ اپنی معیشت کے بل پر اسلحہ خریدتے اور اسے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے: غیر مسلموں کی مصنوعات اور ہم)

☆ دعوتوں میں شراب کی بوتلیں بھی رکھی جا رہی ہیں جب کہ مسلمان پر اس کا بنانا، پینا، لانا، لے جانا، غرض ہر قسم کا کام کرنا حرام ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب رکھی گئی ہو، لہٰذا ہمیں ایسی دعوت میں شامل ہی نہیں ہونا چاہیے جس میں شراب رکھی گئی ہو۔ (ترمذی:۲۸۰۱۔ ابو داؤد:۳۷۷۰)

☆ دعوتوں میں جو گلاس رکھے جاتے ہیں ان کی شکل شراب پینے والے مغربی گلاسوں جیسی ہوتی ہے اور انہیں وائن گلاس کہا جاتا ہے یعنی شراب کے گلاس کافروں

کی مشابہت عام امور میں بھی جائز نہیں، لیکن حرام میں استعمال ہونے والی چیزوں کو استعمال کرنا کسی صورت درست نہیں۔ ان گلاسوں میں پینے سے اجتناب کرنا چاہیے بلکہ مسلمانوں کو سمجھانا چاہیے کہ وہ کافرانہ ثقافت کو اختیار نہ کریں۔

ولیمے کی جگہ کا انتظام:

نبی اکرم ﷺ نے ولیمے کا اہتمام اپنے ہی حجرے میں کیا۔ باری باری لوگ آتے گئے اور کھانا کھا کر واپس ہوتے گئے۔

دور حاضر میں ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوت اس کے لیے جگہ کا انتظام ایک اہم مسئلہ بن چکا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بھی لوگ پہلے گھروں میں ہی دعوت کا انتظام کر لیتے تھے یا جس کا محلے میں بڑا گھر ہوتا اس میں انتظام کر لیا جاتا۔ اب یا تو کھلے میدانوں میں خیمے لگائے جاتے ہیں یا ہال بک کرائے جاتے ہیں جن پر کھانے کی قیمت سے کہیں زیادہ رقم صرف ہو جاتی ہے۔

شادی ہال کا رواج اس قدر جڑ پکڑ چکا ہے کہ مفلس لوگ بھی ہال بک کروانے کو ضروری خیال کرتے ہیں۔

☆ چوں کہ لوگ دور دور سے بلائے جاتے ہیں لہٰذا انہیں گاڑیوں میں آنا پڑتا ہے ان کی گاڑیاں کھڑی کرنے کے لیے جگہ اور حفاظتی عملہ بھی درکار ہوتا ہے جب کہ مسنون ولیمے میں آس پاس کے لوگ ہی بلائے جاتے ہیں اس لیے اس

جھنجھٹ میں نہیں پڑنا پڑتا۔

☆ دور سے آنے والے مہمان اچھی خاصی رقم کرائے پر صرف کر کے آتے ہیں۔

☆ لوگوں کے مطلوبہ جگہ تک پہنچنے کا دردِ سر الگ ہوتا ہے۔

بعض لوگ تو جگہ تلاش کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ گاڑی ہو تو خیر، پیدل آنے یا کرائے کی گاڑی یا رکشہ پر آنے والوں کا جہاں وقت خرچ ہوتا ہے وہاں انہیں کرائے کی کثیر رقم بھی بھرنا پڑتی ہے۔ پریشانی اور تھکن الگ ہوتی ہے۔

ان سب مشکلات کی بجائے کیا یہ بہتر نہیں کہ دعوتِ ولیمہ ہو یا کوئی بھی دعوت اس کا انتظام گھر پر کیا جائے تا کہ آنے والے آسانی سے پہنچ سکیں۔

ولیمہ، تحائف اور سلامیاں

مسنون طریقے میں چوں کہ مسلمانوں کو پیشگی اطلاع کے بغیر کھانے کے لیے بلایا جاتا ہے اس لیے مدعوئین سلامی یا تحائف دینے کے تکلف سے بھی آزاد ہوتے ہیں۔

دورِ حاضر کے ولیمے میں بہت دن پہلے دعوت نامہ بھیج دیا جاتا ہے یا دعوت دے دی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ کھانے کے لیے آنے والے لوگ تحائف دینے یا سلامی دینے کا تکلف بھی ضرور کرتے ہیں کیوں کہ یہ رسم دنیا بھی ہے دستور بھی ہے۔

☆ ان میں سے بعض صاحبِ حیثیت ہوتے ہیں اور دیگر ہم پلہ رشتہ داروں سے بازی لے جانے کے لیے قیمتی تحفہ لاتے ہیں۔

☆ بعض کو صرف رسم نبھانا پڑتی ہے لہٰذا وہ کوئی چھوٹی موٹی چیز لانے پر اکتفا کرتے ہیں۔

☆ بعض لوگ ایسا تحفہ دیتے ہیں جو دوسروں کے تحائف سے منفرد ہو اور مدتوں یاد رکھا جائے۔

☆ بہت سے تحفے ایسے ہوتے ہیں جو عملاً کسی استعمال میں نہیں آ سکتے مثلاً سینریاں، شوپیس وغیرہ نتیجہ یہ کہ ان پر خرچ کی گئی رقم ضائع ہو جاتی ہے۔

☆ تحفوں کو قیمتی اور چم چم کرتے پیکٹوں میں بند کرنے کا تکلف اور خرچ اس پر مستزاد ہے۔ تحفوں کی پیکنگ کا یہ رواج بھی مغرب ہی سے آیا ہے۔

☆ نکاح پر سلامیاں دینا ہندوانہ رسم ہے لیکن ہمارے معاشرے میں یہ رسم بھی عام ہے۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ نے کافروں کی نقالی سے منع کیا ہے۔

تحائف دینا بذاتِ خود اسلام میں ایک جائز اور پسندیدہ کام ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: تهادو تحابوا

''باہم تحفے لو اور دو اور آپس میں محبت بڑھاؤ۔''

(الادب المفرد: ۵۹۴- بیهقی:۶/۱۶۹)

اس حدیث کی روشنی میں تحفہ کسی قرض کا نام نہیں، نہ ہی ادلے بدلے کی رسم کا نام ہے، بلکہ تحفہ باہمی محبت کا پیغامبر ہے اور ایسا اسی صورت ہو سکتا ہے جب کہ اس

میں اسلامی خلوص رچا بسا ہو۔تحفہ دینے میں درج ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیے۔

☆ اپنے آپ کو مشقت اور تکلف میں نہ ڈالا جائے۔

☆ خریداری پر زیادہ وقت صرف نہ کیا جائے۔

☆ اپنی استطاعت کے مطابق دیا جائے۔

☆ صرف ضرورت کی چیز دی جائے، سیزیاں اور شوپیں وغیرہ جو کسی کام نہیں آتے انہیں دینے سے اجتناب کیا جائے۔

☆ نکاح کے موقع پر نہ دیا جائے بلکہ پہلے یا بعد میں دے دیا جائے البتہ پکی ہوئی چیز یا کھانے والی چیز کا تحفہ دیا جا سکتا ہے۔

☆ دوسروں کو بتا کر اور دکھا کر نہ دیا جائے تا کہ جو لوگ تحفہ نہیں دے سکے ان میں بھی نقل کرنے کا جذبہ پیدا نہ ہو۔

☆ شہرت اور دکھاوے کی نیت سے نہ دیا جائے۔

ولیمہ میں شمولیت کے لیے لباس اور بناؤ سنگھار:

نبی اکرم ﷺ نے جو ولیمے کیے، نیز صحابہ کرام اور تابعین نے جو نکاح اور ولیمے کیے ان میں ہمیں یہ کہیں نہ ملتا کہ مدعوئین رنگا رنگ یا زرق برق لباس پہن کر آئے ہوں یا بناؤ سنگھار کر کے آئے ہوں۔

دراصل مسنون ولیمے میں تو راہ چلتے اور گھر میں بیٹھے لوگوں کو دعوت کے لیے

بلا لیا جاتا ہے لہٰذا اتنا وقت انہیں ملتا ہی نہیں کہ وہ بناؤ سنگھار کر سکیں یا عمدہ لباس پہن سکیں، گویا اس لحاظ سے مسنون طریقۂ دعوت ہی بہترین طریقہ ہے۔

اب ایک نظر مروجہ ولیمے میں شامل ہونے والوں پر ڈالیے:

☆ قبل از وقت چند دن یا چند ہفتے پہلے دعوت دینے کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگ تیار ہو کر آئیں، کپڑے جوتے خرید لیں، بناؤ سنگھار کا اہتمام کر لیں۔

☆ مدعوئین کو دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے یہ نمائش لباس اور نمائشِ حسن کی کوئی تقریب ہو۔ بھلا کھانا کھانے کے لیے زرق برق لباس، زیور اور بناؤ سنگھار کا کیا تعلق ہے؟

☆ ہر شخص کی تیاری پر تقریباً دو ہزار روپے سے لے کر پچاس پچاس ہزار بلکہ لاکھوں روپے تک کا خرچ اٹھ جاتا ہے۔

☆ صرف بچوں کو سجانے سنوارنے پر سینکڑوں ہزاروں روپے اڑا دیے جاتے ہیں۔

☆ دورِ حاضر میں شادیوں پر یک رنگی کا رواج بھی دورِ حاضر کا بدترین رواج ہے۔ جس میں کسی تقریب میں کوئی خاص علامت اختیار کی جاتی ہے مثلاً مہندی کی تقریب میں لباس میں پیلے رنگ کو ضرور شامل کرنا ...... لڑکوں کا پیلے رنگ کے دوپٹے لینا...... باراتیوں کا ایک رنگ کے کپڑے پہن کر جانا...... لڑکے یا لڑکی کی والدہ کا لال دوپٹہ اوڑھنا...... وغیرہ۔

☆ عورتیں میک اپ کر کے آتی ہیں بلکہ اکثر بیوٹی پارلر سے تیار ہو کر آتی ہیں۔ جب کہ اس طرح ایک تو دلہن کے بناؤ سنگھار کا اختصاص ختم ہو جاتا ہے، دوسرے باہم تفاخر کیا جاتا ہے۔ منفرد نظر آنے کے لیے لباس، بالوں کا اسٹائل، زیور کی میچنگ ہر چیز میں زبردست انداز اپنانے کے لیے کئی گھنٹے اور کئی ہزار روپے صرف کر دیے جاتے ہیں۔

☆ غریب لوگ بھی تقریبات میں شرکت کرنے کے لیے لباس، زیور، بناؤ سنگھار کرنے میں امراء کی تقلید کرتے اور اپنے آپ کو مشکل میں ڈالتے ہیں۔

☆ بچے تنگ کر کے والدین سے کپڑے اور جوتے بنواتے ہیں بلکہ اس کی وجہ سے ماں باپ اور اولاد میں اتنی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں کہ یا تو اولاد باغی ہو جاتی ہے یا ماں باپ کے تعلقات میں ان ناہنجار فیشنوں کی وجہ سے دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔

☆ نمائشِ لباس اور نمائشِ حسن بذاتِ خود ایک فتنہ ہے اور یہ فتنہ تقریبات کے موقع پر خوب سر اٹھاتا ہے۔ مردوں اور عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں میں ایسے ہی مواقع پر ناجائز تعلقات کی پینگیں چڑھتیں اور گھروں میں حیا باختگی کی آگ بڑھک اٹھتی ہے۔

☆ بناؤ سنگھار یا تو (حدود کے اندر رہ کر) دلہن کا حق ہے یا ایسی عورت جو اپنے گھر میں اپنے شوہر کے پاس ہو۔ یہ بات تو معلوم ہے کہ گھر سے باہر جاتے ہوئے

یا کسی دعوت میں یہ دونوں صورتیں نہیں ہوتیں۔

امہات المومنین، صحابیات رضی اللہ عنہن اور تابعیات گھر سے باہر جاتے ہوئے بناؤ سنگھار نہیں کیا کرتی تھیں، اس لیے ایک مسلمان عورت کو گھر سے باہر جاتے ہوئے عام لباس اور عام حالت ہی میں جانا چاہیے۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے: عید گاہ اور خواتین)

دلہا کا مخصوص لباس اور بناؤ سنگھار:

دعوتِ ولیمہ ہو یا نکاح، دلہا کے لیے مخصوص لباس بنانا اور پہنانا، دلہا کو سہرا باندھنا یا ہار پہنانا، دلہا کو بیوٹی پارلر سے تیار کروانا، دلہا کا کسی قسم کا کوئی زیور پہننا، غرض معمول کے لباس اور حلیے کی بجائے کوئی مخصوص حلیہ بنانا جائز نہیں۔ یہ صرف دلہن کا اختصاص ہے کہ اسے عام لباس کی بجائے ذرا قیمتی یا سجاوٹ بناوٹ والا لباس پہنایا جائے اور اسے شوہر کے پاس لے جاتے وقت جائز بناؤ سنگھار کروایا جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین کے ہاں دلہا کے لیے کسی لباس کا خاص اہتمام نہیں کیا جاتا تھا بلکہ وہ جس لباس میں ہوتے اسی میں رہتے۔

یاد رہے کہ اگر دلہا کے لیے نیا لباس بنایا جائے بشرطیکہ معمول کے مطابق ہو یا وہ اس کے موجود کپڑوں میں سے ذرا اچھا لباس پہن لے تو اس کا جواز ہے لیکن لازم نہیں ہے۔

دلہن کا بناؤ سنگھار:

دلہن کے لیے بہتر لباس بنانا یا اس کا بناؤ سنگھار کرنا اس کا حق ہے بشرطیکہ اس میں کسی حرام کام کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عہدِ رسالت میں میرے پاس ایک زعفرانی رنگ کا کرتا ہوتا تھا جس عورت کو دلہن بننے کی ضرورت ہوتی اسے وہ مستعار دے دیا جاتا۔(بخاری، کتاب النکاح)

اس سے پتا چلتا ہے کہ ایک دلہن کے لیے بنایا ہوا لباس اکثر دلہنوں کی ضرورت پوری کر سکتا ہے لہٰذا قیمتی غرارے، شرارے، ساڑھیاں اور دیگر فیشنوں کے لباس بنانے کی ضرورت نہیں، کم از کم ایک خاندان کے لوگوں کو تو ایک لباس پر اکتفا کرنا ہی چاہیے۔

دورِ حاضر میں دلہن کے لباس اور آرائش پر بے تحاشا رقم برباد کی جاتی ہے صرف میک اپ پر پندرہ ہزار روپے سے ستر، اسی ہزار روپے تک خرچ کر دیے جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ بیوٹی پارلر ایسی جگہ ہیں جہاں حرام امور کا ارتکاب ہوتا ہے اس لیے ان پر جانا درست نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: بیوٹی پارلر)

گھر میں بھی دلہن کے سنگھار کے لیے کوئی حرام کام نہیں کرنا چاہیے۔ بناؤ سنگھار کے لیے درج ذیل کام ممنوع اور حرام ہے:

☆ پلکوں کے بال نوچنا یا چہرے کے بال نوچنا

☆ مصنوعی پلکیں لگانا

☆ مصنوعی ناخن لگانا

☆ ناخن بڑھانا

☆ دانتوں کی حسبِ پسند ساخت بنوانا

☆ سر پر جوڑا بنوانا

☆ بال کٹوانا

☆ سفید بالوں کو کالا رنگ کرنا

☆ ایڑی والا جوتا پہننا

☆ باریک لباس پہننا

☆ آدھے بازو اور کھلے گلے کی قمیض پہننا

☆ باریک دوپٹہ اوڑھنا

☆ مصنوعی بال لگانا

☆ جسم پر نقش ونگار گدوانا

دلہن کے لیے ہر قسم کا زیور پہننا جائز ہے لیکن اگر اس میں گھنگرو یا گھنٹیاں ہوں تو پھر ایسے زیور کا پہننا جائز نہیں۔

عورت کے لیے سنگھار وہی درست ہے جو کم سے کم وقت میں ہو سکے، کم سے کم پیسوں سے ہو سکے، فطری شکل میں تبدیلی نہ ہو۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: شادی، شوہر اور سنگھار)

ولیمہ اور آرائش:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سید ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو (اپنے بیٹے سالم کے ولیمہ پر) دعوت دی۔ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کے گھر میں دیوار پر پردہ دیکھا، استفسار پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: عورتوں نے ہمیں یہ پردہ لگانے پر مجبور کیا تھا۔ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خدشہ تھا کہ کوئی دوسرا یہ کام کرے گا لیکن تم سے یہ توقع نہ تھی۔ واللہ میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اور (یہ کہہ کر کھانا کھائے بغیر) واپس چلے گئے۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب هل یرجع اذا رأی منکرا فی الدعوة)

بعض روایات میں یہ ذکر ہے کہ یہ ان کے بیٹے سالم کے ولیمے کی دعوت تھی اور یہ پردے سالم کے حجرے پر لٹکے ہوئے تھے، اور یہ کہ یہ پردہ سبز رنگ کا تھا جو سجاوٹ کے لیے لٹکایا گیا تھا۔

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کی دعوت کی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شریکِ طعام کر لیں۔ چنانچہ

آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے گھر میں قدم رکھا تو وہاں ایک پردہ لٹکا دیکھا۔ آپ ﷺ واپس چلے گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیچھے جا کر وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ان لیس لی ......او ......لنبیٍّ ان یدخُلَ بیتاً مُزَوّقاً

''میرے لیے یا فرمایا...... کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ زینت والے گھر میں داخل ہو۔'' (مسند احمد، ابن ماجه، مشکوٰۃ کتاب النکاح، باب الولیمه)

شادی پر آرائش کے مختلف انداز ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆ لائٹیں لگانا، یہ ہندوؤں اور پارسیوں کی رسم ہے اور ان کی مذہبی پوجا پاٹ کا ایک حصہ۔ لہٰذا صرف ضرورت کے وقت اندھیرے میں روشنی کرنے کا جواز ہے لیکن بغیر کسی آرائشی قمقموں کے، عام روشنی کے ذرائع سے کام لیا جائے گا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: آتش بازی یا لائیٹنگ)

☆ آرائشی پردے یا تصویریں لٹکانا

☆ گل دستے یا پھول سجانا، یہ بھی کافر قوموں کا طریقہ ہے خصوصاً اہلِ روم پھولوں سے آرائش کرتے ہیں اور یہ ان کی مذہبی رسومات کا بھی حصہ ہے۔

☆ پھول پتیاں یا کوئی ایسی چیز نچھاور کرنا

☆ دروازوں، کھڑکیوں اور دیواروں پر رنگ و روغن سے تصویریں اور آرائشی

مناظر بنانا۔

☆ سینریاں لٹکانا

☆ دلہا کے کمرے کو سجانا، مسہری سجانا یہ ہندوؤں کی رسم ہے۔

☆ اسٹیج بنانا: یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔

☆ غبارے چھوڑنا

☆ کاروں کی آرائش کرنا

☆ مختلف چیزوں کے مجسمے رکھنا

☆ ایسی قناتیں لگانا جو آرائش والی ہیں، نیز ان کو سادہ انداز کی بجائے آرائشی انداز میں لگانا

☆ اگربتیاں اور خوشبوئیں جلانا

☆ دلہا یا دیگر مردوں کو پھولوں، روپوں کے ہار پہنانا اور ان کا بناؤ سنگھار کرنا

غرض ایک مسلمان کو نکاح و ولیمہ کا موقع ہو یا کسی اور خوشی کا موقع، کسی قسم کی بھی آرائش اور معمول سے ہٹ کر کوئی آرائشی چیز لگانا یا سجانا نہیں چاہیے۔

اس میں درجِ ذیل نقصان ہیں:

☆ یہ سب ہندو، مجوسیوں، عیسائیوں، رومیوں وغیرہ کا طریقہ ہے۔

☆ ایسا کرنا سنت سے روگردانی ہے۔

☆ اس میں اسراف اور تبذیر پایا جاتا ہے۔

☆ وقت، پیسے اور محنت کا بہت بڑا نقصان ہے۔ جب کہ ان چیزوں میں ہم من مانی نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے پابند ہیں جس نے یہ نعمتیں عطا کی ہیں۔

☆ خوشی کے موقع پر آرائش کرنا تفاخر اور غرور و تکبر کی علامت ہے۔

☆ ایسی آرائش سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

☆ اللہ کی نافرمانی اور سنت سے روگردانی کرنے کی وجہ سے اس خوشی سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

☆ ایک ایسا کام جو فی نفسہ شریعت نے بہت آسان رکھا ہے اس میں ہم اپنے ہاتھوں مالی، ذہنی اور جسمانی مشکلات شامل کر کے اپنے ہاتھوں اپنا ہی ضیاع کرتے ہیں۔

ریشمی گدیاں اور کپڑے:

ریشم کا استعمال صرف عورتوں کے لیے لباس کی صورت میں جائز ہے۔

ریشم کے بنے ہوئے لحاف، چادریں، تکیے، گدیاں، گھوڑے کی زین، کار کی گدیاں، میز اور کرسی کے غلاف، مردوں کے کپڑے اور غرض اور کسی بھی صورت میں ریشم کا استعمال جائز نہیں۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے، چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے اور ریشم اور دیباج پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع کیا

ہے۔(بخاری:۵۸۴۷)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مباثرِ الحمر (سرخ رنگ کا زین پوش/ درندوں کی کھال) اور قَسِّی (ریشم ملا کپڑا) سے منع کیا۔(بخاری:۵۸۳۸)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

میثرہ وہ زین پوش جو ریشم سے عورتیں اپنے شوہروں کے لیے تیار کرتی تھیں یہ جھالردار بنایا جاتا تھا۔زید نے کہا:میثرہ درندوں کے چمڑے کے زین پوش تھے۔

امام بخاری ان کی وضاحت میں نقل کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: قُسِّی کپڑا مصر یا شام سے آتا تھا اس پر چوڑی ریشمی دھاریاں ہوتی تھیں۔زید کہتے ہیں: قُسِّی چوخانہ ریشم ملا کپڑا مصر سے آتا تھا۔

اس حدیث کی روشنی میں ہر وہ چیز جس پر بیٹھا جائے اس پر ریشم کا غلاف چڑھانا یا ریشمی کپڑا بچھانا درست نہیں۔

موسیقی:

دورِ حاضر میں شادیوں پر گانا بجانا ایک عام معمول ہے بلکہ با قاعدہ گانے بجانے والوں کو کثیر رقم دے کر بلایا جاتا ہے۔لڑکے،لڑکیاں اور عورتیں خود بھی ناچ اور گانے میں حصہ لیتی ہیں۔

اگر با قاعدہ موسیقی نہ بھی ہوتو اکثر شادی ہالوں میں ہلکی موسیقی چلتی رہتی ہے۔ گویا حیا سوز قوم عیسائیوں کی پوری پوری نقالی کی جاتی ہے۔ جب کہ اسلام میں موسیقی حرام ہے:

سیدنا ابو عامر یا سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی کو جائز و حلال سمجھیں گے، کچھ قومیں پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈالیں گی۔ شام کو چرواہا اپنے مویشی لے کر ان کے پاس حاجت کے لیے جائے گا لیکن وہ کہیں گے (آج لوٹ جاؤ) کل آنا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دے گا اور پہاڑ کو ان پر دے مارے گا اور دوسروں کو روزِ قیامت تک بندروں اور سوروں کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔ (بخاری: ۴/۳۰۔ ابو داؤد: ۴۰۳۹۔ ابنِ حبان: ۶۷۱۹۔ طبرانی: ۱/۱۶۷/۱۔ بیہقی: ۱۰/۲۲۱۔ السلسلة الصحیحه: ۹۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس امت میں (لوگوں کے) زمین میں دھنس جانے، (ان پر) پتھروں کی بارش ہونے اور (شکلیں) مسخ ہو جانے کے واقعات ہوں گے اور ایسا تب ہوگا جب لوگ شراب پئیں گے، گانا گانے والی عورتوں کا اہتمام کریں گے اور آلاتِ موسیقی استعمال کریں گے۔

(السلسلة الصحیحه: ۲۲۹۶۔ ابنِ ابی الدنیا ذم الملاھی: ۱۵۳، ۱/۱۵۴/۱)

یاد رہے کہ بجانے والی چیزوں میں سے صرف ایسی دف کا بجانا جائز ہے جس

کے صرف ایک رخ پر چمڑا لگا ہوتا ہے، اور وہ بھی صرف نکاح کے وقت اعلان ہو جائے کہ کسی کا نکاح ہوا ہے، دورِ نبوی میں دف کی آواز صرف کسی کا نکاح منعقد ہونے کی علامت تھی، جب کہ دورِ حاضر میں ہر جگہ اور ہر وقت گانے اور بجانے کی آوازیں زبردستی کانوں میں گھستی رہتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین جس کو نکاح کے علاوہ دف بجاتے دیکھتے تو فوراً اس سے دف چھین لیتے بلکہ بعض اوقات توڑ دیتے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: طاؤس ورباب)

مووی بنانا یا تصویریں کھینچنا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تدخل الملئکة بيتاً فيه كلب اور صورةٌ

"جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔" (مسلم، کتاب اللباس)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں نے ایک تصویر والا پردہ لٹکا رکھا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ نے اس پردے کو پھاڑ ڈالا اور پھر فرمایا:

اِنَّ مَن اشدّ الناسِ عذاباً یوم القیامةِ الذینَ یَشتمُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰہ.

"قیامت کے دن سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی

تصویریں بناتے ہیں۔“ (مسلم، کتاب اللباس)

جاندار کی تصویریں بنانا، تصویر رکھنا اور تصویر کھینچنا جائز نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ولیمے یا کسی اور دعوت کی کبھی تصویر سازی یا تصویر کشی نہیں کرائی، لہٰذا تصویر بنا کر ولیمے کی دعوت کو رحمت سے محروم نہیں کرنا چاہیے۔

مخلوط مجلس:

ولیمہ ہو یا کوئی بھی دعوت یا کوئی اور موقع، اسلام نے مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے منع کیا ہے لہٰذا دعوتوں میں بھی اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ ہمارے ہاں بے دین طبقے میں تو مخلوط دعوت کا رواج ہے ہی، بعض دین کی سمجھ رکھنے والوں کے ہاں بھی اس کا خیال نہیں رکھا جاتا۔

بعض لوگ مردوں عورتوں کا انتظام الگ الگ کرتے ہیں لیکن مرد حضرات اپنی رشتہ دار خواتین سے ملنے کے بہانے گاہے گاہے اندر آتے رہتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی ٹھیک نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: مخلوط معاشرہ)

رات کے وقت کا ولیمہ:

رات کے وقت انگریز لوگ اکثر تقریبات منعقد کرتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ روشنیوں کی رنگا رنگی میں دعوت اڑانے، لباس اور زیور دکھانے اور باہم گپ شپ کرنے کا مزا دن کی نسبت زیادہ آتا ہے۔ اگر مسنون ولیمے کا طریقہ اختیار کیا

جائے تو یہ تمام قباحتیں ختم ہو سکتی ہیں۔

نمازوں کا ضائع ہونا:

دورِ حاضر کی دعوتوں میں نمازیں بھی ضائع ہوتی ہیں، جو لوگ نماز ہر صورت پڑھتے ہیں ان کی نماز موخر ہو جاتی ہیں، جو سستی کر کے پڑھتے ہیں، ان تکلف والی مجالس کی وجہ سے ان میں سے اکثر نماز چھوڑ دیتے ہیں، جب کہ اکثریت یوں بھی اب نمازوں سے غافل ہے۔

درس اور دعوتِ طعام:

دورِ حاضر میں شادی کی دعوتوں پر درس یا میلاد کرانے کا رواج بھی عام ہے۔

اکثر جاہل اور خراب عقیدے والے لوگ ''میلاد'' کرا کر شادی کی تقریبات کا آغاز کرتے ہیں، بعض قرآن خوانی سے آغاز کرتے ہیں۔ اس کے بعد خود ساختہ اور کافروں کی رسموں کو دھڑلے سے کیا جاتا ہے۔

سمجھ دار اور کچھ صحیح العقیدہ لوگ درس کرواتے ہیں حالاں کہ درس کرانا بھی مسنون نہیں ہے، البتہ نکاح کے موقع پر مسنون خطبہ بجائے خود ایک درس وعظ ہے۔

المیہ تو یہ ہے کہ لوگ درس سن کر بھی اور شادی پر درس کروا کر بھی شادی میں خلافِ اسلام رسمیں اور طریقے بڑے دھڑلے سے اختیار کرتے ہیں۔

بعض لوگ درس کی شمولیت ہی کو ''اسلامی شادی'' میں تبدیل کرنے کا باعث

سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ صرف چند امور مثلاً مووی، باجے اور مہندی کو خلافِ اسلام سمجھتے ہیں اور موبائل سے تصویریں بنانے، آرائش کرنے، لباسوں کی نمائش کرنے، دلہن کو اسٹیج پر بٹھانے، دلہا کو ہار پہنانے، بیوٹی پارلر سے دلہن کو تیار کروانے اور عورتیں تیار ہو کر آنے، پھول کی پتیاں نچھاور کرنے، غبارے اڑانے، کار وغیرہ سجانے، دلہا کو مخصوص لباس پہنانے، مسہری سجانے کو غیر اسلامی امور میں شامل ہی نہیں سمجھتے اور ایسی شادی کو مثالی شادی کہتے ہیں۔

دعوت قبول کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایتوا الدعوۃ اذا دُعِیتم

''جب تمہیں دعوت دی جائے تو اسے قبول کرو۔''

(مسلم:۹۹، ۱۴۲۹۔ ابنِ حبان:۵۲۸۹۔ احمد:۲/۸۸۷)

معلوم ہوا کہ ایک مسلمان پر مسلمان کی دعوت قبول کرنا لازم ہے لیکن کون سی دعوت؟

☆ جو دعوت کسی قریبی مسلمان بہن بھائی کی طرف سے ہو۔

☆ جہاں کسی تکلف، کرایہ اور وقت خرچ کیے بغیر پہنچنا آسان ہو۔

دورِ حاضر میں ایسے لوگوں کو بھی دعوت دی جاتی ہے جو گلی محلے سے دور رہتے ہیں اور سواری کا کرایہ دیے بغیر یا اپنی ہی گاڑی میں سو پچاس روپے کا پٹرول خرچ

کیے بغیر پہنچنا ممکن نہیں ہوتا۔

دعوت قبول کرنے والا اگر دعوت رد کردے تو دعوت کرنے والا ناراض ہو جاتا ہے، قبول کرے تو اپنا خاصا نقصان ہوتا ہے۔

دعوت دینے والے کو چاہیے کہ صرف قریبی لوگوں کو مدعو کریں یا ان لوگوں کو مدعو کریں جن کے لیے آنا آسان ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لو اُهْدِیَ اِلَیَّ کُراعٌ لَقَبِلْتُه، ولو دُعِیْتُ الیه لاَجَبْتُه

''اگر مجھے بکری کا کھر بھی تحفے میں دیا جائے تو اس کو قبول کرلوں گا اور اگر مجھے اس کی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کرلوں گا۔''

(ابنِ حبان: ۵۲۹۱۔ احمد: ۲/۴۲۴، ۲/۴۸۱، ۲/۵۱۲۔ بخاری: ۲۵۶۸)

اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ دعوت قبول کرنی چاہیے لیکن دعوت کے کھانے کو برا نہیں کہنا چاہیے اور نہ ہی دعوت کرنے والے پر ناراض ہونا چاہیے کہ اس نے معمولی کھانا کھلا کر ہمیں بے عزت کیا ہے۔ ہمارے معاشرے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ دعوت کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ نفیس اور زیادہ تعداد میں کھانا تیار کر لے جب کہ یہ غیر شرعی سوچ ہے۔

کچھ مزید آداب:

☆ دعوت میں بن بلائے جانا جائز نہیں۔

☆ گھر میں اجازت لے کر داخل ہوں۔

☆ غیر شرعی کام دیکھ کر منع کرنا چاہیے۔

☆ کھانا کھانے کے بعد بیٹھے نہ رہیں۔

☆ یہ نہ پوچھیں کہ فلاں کو بھی بلایا ہے یا نہیں؟ یا یہ کہ کیوں نہیں بلایا؟

ولیمہ کی دعوت کتنے دن تک:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پہلے دن ولیمہ کرنا درست ہے، دوسرے دن (دعوت کا تسلسل جاری رکھنا) نیکی ہے، تیسرے دن (دعوت کا تسلسل جاری رکھتے ہوئے) ریا کاری ہے۔(ابو داؤد:۲/۳۰۷۔ ابنِ ماجہ:۱/۶۱۷۔ سنن دارمی:۲/۱۰۵۔ مسند احمد:۵/۲۸/۳۷۱)

امام بخاری نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولیمہ کے دنوں کا تعین نہیں کیا اس لیے سات دن تک بھی ولیمہ کیا جا سکتا ہے۔

(بخاری، باب حق الاجابة الوليمة والدعوة)

صحیح بخاری کی تشریح کرتے ہوئے مولانا سلیم اللہ خاں نے لکھا ہے کہ اگر سہولت کے لیے روزانہ تھوڑے تھوڑے لوگوں کو بلایا جائے تو پھر اس کا جواز ہے

ورنہ اصل حقیقت یہی ہے جو اوپر پہلی حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ اس حدیث میں پہلے دن ولیمہ کرنا درست ہے یعنی کرنا ہی چاہیے جب کہ دوسرے روز نیکی ہے کیوں کہ کھانا کھلانا اسلام کی خصلت ہے تیسرے دن یا اس لیے کہ ایسا کرنے والا نام ونمود حاصل کرنے کے چکر میں پھنس جائے گا۔ اگر نام ونمود کی نیت پہلے روز کے ولیمہ ہی میں شامل ہو تو پہلے روز کا ولیمہ بھی برا ولیمہ بن جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فخر ومباہات جتلانے والوں کا کھانا کھانے سے منع کیا ہے۔

(صحیح سنن ابی داؤد: ۳۱۹۳، للالبانی)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المتبادیانِ لایجابانِ ولا یُوکَل طعامُهما

''دو مقابلہ کرنے والے (داعیوں) کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہیے اور نہ ان کا کھانا کھانا چاہیے۔'' (السلسلة الصحیحه:۶۲۶-بیهقی فی الشعب:۶۰۶۸)

مالی لحاظ سے کمزور دلہا کی مدد:

جو شخص نکاح کرتا ہے اس کے لیے درج ذیل چیزوں کا اہتمام کرنا لازم ہے:

☆ عورت کے لیے حسب استطاعت مہر

☆ حسب استطاعت چھوٹا موٹا ولیمہ

☆ عورت کے استعمال کے لیے چند ضروری برتن اور بستر وغیرہ۔

☆ گھر کا انتظام۔ اگر والدین کا گھر بھی نہ موجود ہو تو ورنہ والدین کمرے یا الگ حصے کا عموماً انتظام کرلیا کرتے ہیں۔

اگر کوئی مرد یہ بھی نہ کرسکے، اس کی مالی وسعت نہ ہو تو پھر اس کی مدد کرنا فرض ہے چاہے زکاۃ کی مد سے کی جائے چاہے ویسے تعاون کیا جائے۔

ہمارے ہاں شادی پر غیر اسلامی رسومات کے لیے اور نام ونمود کے لیے تو خوب پیسہ اڑایا جاتا ہے۔ باجے، مووی، بیوٹی پارلر، ہال کا خرچ، کارڈ ان سب پر قرض لے کر بھی خرچ کیا جاتا ہے لیکن مہر بہت معمولی رکھا جاتا ہے۔

گھر کی چیزیں ہی نہیں جہیز کی صورت میں لڑکی کے والدین سے تقریباً ہر چیز جبراً وصول کرلی جاتی ہے اور پھر کہہ یہ دیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کو دیا ہے۔

عورت کو ایک آزاد چھوٹے سے گھر یا کمرے کی سہولت دینے میں پس وپیش کی جاتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے ولیمے پر جو ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد کیا گیا، صحابہ کرام نے مدد کی۔

زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمے پر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حَیس بھیجا۔

لہٰذا دلہا کی ولیمہ کرنے میں مدد کرنا اچھی بات ہے بشرطیکہ خرافات کی بجائے اصل کھانے میں مدد کی جائے۔

حاصلِ کلام

ہمیں مسنون انداز ہی کو عام کرنا چاہیے تا کہ لوگوں میں سنت سے آگاہی کا احساس پیدا ہو اور مسنونِ ولیمہ ہی کو ترویج ملے۔

جن امور کا جواز ہے وہ کیے سکتے ہیں لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ لوگ ان کو بھی رسم سمجھ کر پاؤں کی زنجیر بنا لیتے ہیں جب کہ ان خود ساختہ زنجیروں کو توڑنے کی ضرورت ہے۔

جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان کو کسی صورت اختیار نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی ایسی دعوت میں شامل ہونا چاہیے۔ مثلاً تصویر موبائل سے لی جائے یا مووی بنے، موسیقی، آرائش کسی بھی قسم کی، جیسے لائٹینگ، پھول، ہار، سہرا، مایوں، مہندی، نوٹ لگانا، مخلوط دعوت، ریشمی گدے، سونے چاندی کے برتن، اسٹیج بنانا، دلہن کو بیوٹی پارلر سے تیار کرانا یا اس کی ممنوع آرائش کرنا وغیرہ۔

اصلاحِ نفس سیٹ

- خطوطِ مسعود
- ٹی وی گھر میں کیوں؟
- اشیائے ضرورت کا اسلامی معیار
- خوابوں کی دنیا
- خطوطِ مریم
- غیر مسلموں کی مصنوعات اور ہم
- تصویر ایک فتنہ
- مکان ایک بنیادی ضرورت
- صدقہ کیوں اور کیسے دیں؟
- رنگ اور رنگینیاں
- طاؤس و رباب
- ہمارا دستر خوان
- چند آیات کی تفسیر اور عمل صحابہؓ
- معمولی چیزوں کا لین دین
- علیم و خبیر کے نام خطوط
- کھانے اور پینے کے آداب
- نماز میں پڑھی جانے والی دعائیں
- مرض اور علاج احادیث کی روشنی میں
- بولتی سوچیں
- مشکوک اشیاء سے پرہیز
- والفجر
- وہ خوش قسمت کھانے جو نبی ﷺ نے کھائے
- جسمانی حرکات اور شائستگی

مشربہ علم و حکمت

0300-4270553
0321-4609092

کامران پارک زینبیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور